Dyal Singh Journal of Humanities and Social Science (DSJHSS) ISSN (P): 3006-6522
Vol. 4, No. 1, 2026, pp. 35-50 ISSN (E): 3006-6530

Social Welfare in Islamic and Western Thought: An Examination of Its Introduction, Relevance, and Significance

Ahmad Fuzail Ibn Saeed[1]

Dr. Nayab Gul[2]

Abstract

Received: 19-02-26

Reviewed: 25-04-26

Accepted: 28-05-26

Published: 30-06-26

This article analyses the meaning of the term “social welfare” both from a linguistic and terminological perspective in order to demonstrate that it aims at improving human wellbeing or promoting social harmony. Islam is considered a complete system of life and focus on providing social welfare as an essential part of faith through the concepts of human dignity, mercy, kindness, and humanity with a global emphasis on social justice and the responsibilities to meet all basic human rights through people-centered tools such as Zakat and Sadaqah alongside providing public welfare activities. Western conception of social welfare, substantially the same, is also considered a duty or one of the basic functions and obligations of society that public policy must depend on protecting those people who are inhibited or disadvantaged to help ensure the promise of equality and justice to everyone. The studies further establish the extent to which social welfare plays a prominent role in improving poverty, inequality and unemployment, as well as civil disturbance. Islam stresses the importance of reaching out to the less fortunate, assisting those who are in need and setting up a welfare society. The research, which summarizes the similarities and differences between Islamic and Western ethical foundations, concludes that with clear aim for human well-being, social cohesion and common good that pursues social welfare is a necessity for an ideal society develop in all aspects of live where peaceful interaction among mankind becomes predictable.

Keywords: Social Welfare, Islamic Thought, Western Thought, Human Well-being, Social Justice, Welfare State

CC BY

This is an open access article distributed under the terms of CC-BY-4.0, which permits unrestricted use, distribution, reproduction, and adaptation in any medium and for any purpose with proper attribution to the original author(s), title, journal, and URL.

[1] Department of Islamic Studies, Virtual University of Pakistan (www.orcid.org/0009-0007-6840-3796)
[2] Department of Islamic Studies, Virtual University of Pakistan

Dyal Singh Journal of Humanities and Social Science (DSJHSS) ISSN (P): 3006-6522
Vol. 4, No. 1, 2026, pp. 35-50 ISSN (E): 3006-6530

خلاصہ:

اس مضمون میں سماجی بہبود (Social Welfare) کی اصطلاح کے لغوی اور اصطلاحی دونوں پہلوؤں سے مفہوم کا تجزیہ کیا گیا ہے، تاکہ یہ واضح کیا جا سکے کہ اس کا بنیادی مقصد انسانی فلاح و بہبود میں بہتری لانا اور معاشرتی ہم آہنگی کو فروغ دینا ہے۔ اسلام کو ایک مکمل نظامِ حیات تصور کیا جاتا ہے اور اس میں انسانی وقار، رحمت، مہربانی اور انسانیت کے تصورات کے ذریعے سماجی بہبود کی فراہمی کو ایمان کا ایک لازمی حصہ قرار دیا گیا ہے۔ اسلام سماجی انصاف پر عالمی سطح پر زور دیتے ہوئے بنیادی انسانی حقوق کی تکمیل کے لیے افراد پر عائد ذمہ داریوں کو واضح کرتا ہے، جس کے لیے زکوٰۃ، صدقات اور دیگر عوامی فلاحی سرگرمیوں جیسے ذرائع فراہم کیے گئے ہیں۔ مغربی تصورِ سماجی بہبود بھی بڑی حد تک اسی نوعیت کا حامل ہے، جہاں اسے معاشرے کی ذمہ داری یا بنیادی فرائض اور وظائف میں سے ایک سمجھا جاتا ہے۔ اس تصور کے مطابق عوامی پالیسیوں کا بنیادی مقصد ان افراد کا تحفظ اور معاونت کرنا ہونا چاہیے جو کسی بھی طرح محرومی یا کمزوری کا شکار ہوں، تاکہ ہر فرد کے لیے مساوات اور انصاف کے وعدے کو یقینی بنایا جا سکے۔ مطالعات سے یہ بھی واضح ہوتا ہے کہ سماجی بہبود غربت، عدم مساوات، بے روزگاری اور معاشرتی بدامنی میں کمی لانے اور انسانی زندگی کے معیار کو بہتر بنانے میں نمایاں کردار ادا کرتی ہے۔ اسلام معاشرے کے کمزور اور محروم طبقات تک رسائی حاصل کرنے، ضرورت مند افراد کی مدد کرنے اور ایک فلاحی معاشرے کے قیام کی بھرپور تاکید کرتا ہے۔ یہ تحقیق اسلامی اور مغربی اخلاقی بنیادوں کے مابین پائی جانے والی مماثلتوں اور اختلافات کا خلاصہ پیش کرتے ہوئے اس نتیجے پر پہنچتی ہے کہ انسانی فلاح و بہبود، معاشرتی ہم آہنگی اور اجتماعی بھلائی کا واضح مقصد رکھنے والی سماجی بہبود ایک مثالی معاشرے کے قیام کے لیے ناگزیر ہے۔ ایسا معاشرہ زندگی کے تمام شعبوں میں ترقی کو ممکن بناتا ہے اور انسانیت کے مابین پُرامن تعامل اور باہمی تعاون کے امکانات کو مضبوط کرتا ہے۔

اہم الفاظ: سماجی بہبود، اسلامی فکر، مغربی فکر، انسانی فلاح و بہبود، سماجی انصاف، فلاحی ریاست

موضوع کا تعارف:

انسان فطرتاً ایک سماجی مخلوق ہے اور اپنی ضروریات کی تکمیل کے لیے معاشرے کے دیگر افراد کے ساتھ تعلقات قائم کرنے پر مجبور ہے۔ معاشرتی زندگی کے استحکام، افراد کی فلاح و بہبود اور اجتماعی ترقی کے لیے سماجی بہبود (Social Welfare) بنیادی اہمیت کی حامل ہے۔ سماجی بہبود سے مراد ایسے تمام اقدامات ہیں جو افراد اور معاشرے کی جسمانی، ذہنی، معاشی اور سماجی ضروریات کی تکمیل اور ان کی زندگی کو بہتر بنانے کے لیے انجام دیے جائیں۔ اسلام نے انسانی فلاح و بہبود کو اپنے نظامِ حیات کا بنیادی جز قرار دیا ہے اور خدمتِ خلق، ہمدردی، ایثار، تعاون، زکوٰۃ، صدقات اور حقوق العباد کی ادائیگی کے ذریعے ایک مثالی فلاحی معاشرے کی تشکیل کی تعلیم دی ہے۔ قرآنِ مجید اور سنتِ نبوی ﷺ میں متعدد مقامات پر انسانیت کی خدمت، محروم طبقات کی مدد اور معاشرتی انصاف کی تاکید کی گئی ہے۔

دوسری جانب مغربی فکر میں بھی سماجی بہبود کو ایک اہم سماجی ذمہ داری تصور کیا جاتا ہے اور جدید فلاحی ریاست (Welfare State) کے تصور کے تحت معاشرے کے کمزور اور محروم طبقات کو تحفظ فراہم کرنے پر زور دیا جاتا ہے۔ مغربی مفکرین نے سماجی خدمات، معاشی مساوات، انسانی حقوق اور سماجی انصاف کے فروغ کو سماجی بہبود کا بنیادی مقصد قرار دیا ہے۔ عصرِ حاضر میں بڑھتی ہوئی معاشی ناہمواری، غربت، بے روزگاری، سماجی عدم استحکام اور اخلاقی انحطاط کے تناظر میں سماجی بہبود کی اہمیت مزید نمایاں ہو گئی ہے۔ لہٰذا اسلام اور مغربی افکار میں سماجی بہبود کے تصورات، اس کی افادیت اور اہمیت کا مطالعہ نہ صرف علمی اعتبار سے اہم ہے بلکہ ایک متوازن اور پُرامن معاشرے کی تشکیل کے لیے بھی ناگزیر ہے۔

سماجی بہبود کے معنی و مفہوم:

ا۔ سماج کا لغوی معنی

سماج کے لغوی معنی کے حوالہ سے مختلف آرا درج ذیل ہیں۔

الف۔ فیروز اللغات میں سماج کے معنی

فیروز اللغات میں لفظ سماج کے لیے یوں وضاحت کی گئی ہے: "(سماج) معاشرہ۔ سوسائٹی۔ انجمن۔ کمیٹی۔ محفل۔ گرہ۔ ٹولی۔ منڈلی۔ اور سماجی سے مراد معاشرے سے متعلق معاشرتی عوامل (فیروز الدین، ص۔808)۔"

ب۔ سماج کی وضاحت القاموس الجدید میں

سماج کی وضاحت کرتے ہوئے وحید الزمان نے القاموس الجدید میں بیان کیا ہے: سماج: مُجْتَمَعٌ ، مُجْتَمَعَات سماجی: اِجْتِمَاعِیّ سماجی برتاؤ۔ السُلُوکُ الاِجْتماعِی سماجی تقریبات۔ مُنَاسَبَات اجتماعیَّۃ (کیرانوی، 2004، ص۔623)

ج۔ سماج کے ہم معنی الفاظ

وارث سرہندی قاموس المترادفات میں سماج کے ہم معنی الفاظ کی تین طرح سے وضاحت کرتے ہیں:

سماج: ا۔ معاشرہ۔ سوسائٹی۔

۲۔ انجمن۔ بزم۔ محفل۔ مجلس۔

۳۔ جتھا۔ گروہ۔ جماعت۔ دَل۔ ٹولی۔ منڈلی۔ جرگہ (سرہندی، 2001، ص۔724)۔

۲۔ بہبود کا لغوی معنی

بہبود کے لغوی معنی کے حوالہ سے کچھ افکار درج ذیل ہیں۔

الف۔ فیروز اللغات میں بہبود کا معنی

بہبود کے معنی کچھ یوں بیان کیے ہیں: (بہبود) بہتری۔ نفع۔ فائدہ۔ بھلائی (فیروز الدین، ص۔226)۔

ب۔ قاموس المترادفات میں بہبود کے ہم معنی الفاظ

قاموس المترادفات میں وارث سرہندی بہبود کے ہم معنی الفاظ لکھتے ہیں:

بہبود۔ بھلائی۔ بہتری۔ فلاح و بہبود۔ رفاہ۔ خیر طلبی۔ خوشحالی۔ نفع فائدہ۔ خیریت۔ عافیت۔ فراغ بالی۔ کثرت۔ خوش اقبالی۔ سودمندی۔ منافع۔ منفعت۔ بہتات۔ تند دستی۔ بلند بختی۔ طالع مندی۔ ترقی۔ افزونی۔ بیشی۔ ترفہ۔ فارغ البالی۔ بہبود دینا۔ بہبودِ عقبی۔ بہبودِ زندگی۔ بہبودِ علم۔ بہبودِ ادب (سرہندی، 2001، ص۔265-266)۔

دونوں الفاظ کے معنی کو اگر اکٹھا کر کے سمجھا جائے تو یہ مراد لی جاسکتی ہے کہ معاشرے کی بہتری، فلاح اور نفع کے لئے کوئی بھی کام کرنا سماجی بہبود کہلاتا ہے۔

ج۔ کشف الالفاظ اقبال (فارسی) میں بہبود کا استعمال

ڈاکٹر ساجد اللہ تفہیمی لکھتے ہیں کہ علامہ اقبال علیہ الرحمۃ نے کلیاتِ فارسی میں دو جگہ بہبود کا لفظ استعمال کیا ہے۔

- در نگاہش سود و بہبود ہمہ۔
- عقل خود بین غافل از بہبود غیر (تفہیمی، 2002، ص۔220)۔

علامہ اقبال علیہ الرحمۃ کے جاوید نامہ میں مذکورہ مصرعہ کی ترتیب اشعار میں کچھ یوں ہے:

عقل خود بین غافل از بہبود غیر سود خور بیند نبیند سود غیر

وحی حق بینندہ سود ہمہ در نگاہش سود و بہبود ہمہ

ترجمہ: ہوس اور خود غرضی کی حامل انسانی عقل دوسری کی بہتری سے غافل رہتی ہے۔ دوسروں کا تو کجا اسے اپنے فائدے کے آداب بھی نہیں سوجھتے۔ یہ وحی خداوندی ہی ہے جو سب کا فائدہ دیکھتی ہے اور ہر ایک کا بھلا چاہتی ہے (ریاض، 1988، ص۔91)۔

Dyal Singh Journal of Humanities and Social Science (DSJHSS) ISSN (P): 3006-6522
Vol. 4, No. 1, 2026, pp. 35-50 ISSN (E): 3006-6530

لسان العرب میں رفاہ کی وضاحت

مادہ۔ر۔ف۔ہ۔ابن منظور افریقی مصری "لسان العرب" میں لکھتے ہیں:

قال أبوالهيثم: الرَّفَهَةُ۔الرَّحمة۔

قوله۔ (الرفهة الرحمة) وهى بفتح الراء و الفاء كما صرح فى التكلملة ، ثم نقل عن ابن دريد رفه علىّ ترفيهاً أي أ نظر ني والرفهان اي كعطشان المستريح۔ والرفه اي بكسر فسكون صنعاد النخل۔ قال أبو ليلي : يقال فُلانٌ رافه" بفلان أى راحم له۔ ويقال: أما تَرْفَهُ فلاناً والطرَّفة: عينا الأسَد كوكبانِ الجَبهةُ أمَا مها وهي أربعة كواكب، وفي النوادر: أرْفِهْ عِنْدِي واسْتَرْفِهْ وَرَفِّهْ عندي ورَوِّحْ عندي ، المعنى أ قِمْ و اسْتَرِحْ واسْتَجِمَّ قاستَنْفهْ أَ يْضاً، وَفِي حديث عائشة : فلما رُفِّهَ عنه أى أُزِيْلَ و أُ زيحَ عنه الغَيِّقُ والتعبُ۔ ومنه حديث جابر: أراد أن يُرَفِّه عنه أي يُنَفّسِ و يُخَفِّف۔ وفي حديث ابن مسعود: انِ الرجلَ لَيَتَكَلَّمُ بالكلمةِ في الرفَّا هيةِ من سَخَطِ الله تُرْديةِ بُعْدَ مَا بين السماء والأ رضِ۔

رفاہ کامادہ ر۔ف۔ہ۔ ہے۔ ابو لھیثم نے الرفھۃ سے رحمت مراد لی ہے۔ ابن درید سے نقل ہے کہ مجھ پر نظر کرنا یعنی رحم کرنا۔اور الرفھان یعنی کے (استراحت شدہ پیاس) ابو لیلی نے بیان کیا ہے کہ (فلان فلان پر رافہ ہے) مراد یہ لی ہے کہ اُس پر رحم کرنے والا ہے۔ رحم دل ہے۔ اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنھا کی ایک حدیث میں ذکر ہے کہ (پس جب اُس سے اٹھالیا گیا یعنی اُس سے تنگی کو زائل کر دیا گیا آسانی فرمادی) اور اسی طرح جابر کی حدیث میں ہے (ارادہ کیا کہ اس سے رفہ کردے یعنی تخفیف کر دی جائے۔) اور ابن مسعود کی حدیث میں کلمات ہیں کہ (بے شک آدمی ایسے کلمات کا انتخاب کر کے ضرور کلام کرتا ہے جس میں رفّاھیۃ (یعنی رحمت کا گوشہ شامل ہو)(ابن منظور،1968،ج۔13،ص۔493)۔

فارسی لغات میں رفاہ کی وضاحت

جامع فارسی لغات میں رفاہ کی وضاحت یوں کی جاتی ہے۔ (رفاہ) بہبود۔ بہتری۔ خوبی۔ سلامتی۔ فلاح۔ بہبودی۔ خوبی و سلامتی۔ فلاح و بہبود۔(ساقی،2014، ص۔120)

رفاہ کے ہم معنی الفاظ

قاموس المترادفات میں وارث سرہندی رقم طراز ہیں کہ: رفاہ، آرام۔ سُکھ۔ چین۔ راحت۔ سہولت۔ آسانی۔ بھلائی۔ نیکی۔ بہبود۔ فلاح۔(سرہندی،2001، ص۔657)

رفہ کے متعلق E.W. LANE کا موقف

Edward William Lane نے اپنی کتاب Arabic-English Lexicon میں رفہ کی وضاحت کچھ یوں کی ہے:

رَفُهَ عَيْشُهُ (JK, K) or العيش, (Mgh, Mcb) inf.n. رَفَاهَةُ′ and رَفَاهِيَةُ′ (JK, Mgh, Msb, K) and رَفْهَةُ′ (JK) His life, or the life, was, or become, ample in its means or circumstances, unstraitened, or, plenttiful (JK, Mgh, Msb, K) and easy, pleasent, soft, or delicate.

"(رَفاهَةُ) Said of a man, he led (a plentiful, and) an easy a pleasent, a soft, or a delicate, life, he found, or experienced, (or enjoyed, (see the part. n. below) an easy a pleasent, a soft, or a delicate, life with ampleness of means of subsistence (Lane, 1982, p.1128)."

اوکسفرڈ لغات میں سماجی بہبود کے معنی

انگریزی میں سماجی بہبود کی وضاحت یوں کی گئی ہے۔

سماجی بہبود Social work. Work of benefit to those in need of helps or welfare.
Welfare: **1**-wellbeing, happiness: health and prosperity (of a person or a community)

2-welfare- a maintenance of persons in such a condition asp. By statutory procedure or social effort.
b- Financial support given for this purpose. Welfare work. Organized effort for the welfare of the poor, disabled (Hawkins, 1991, p.1377).

Social work کا معنی

انگلش لینگویج ڈکشنری میں سوشل ورک کا معنی بیان کرتے ہیں:

"Social work is a work which involves giving help and advice to people who have serious problems of many kinds, for example to people who are very poor or who live in bad conditions. I really want to go into some kind of social work... professional training in social work (Cobuild, 1987, p.1383)."

سماجی فلاح سے مراد وہ کام ہیں جن میں اُن لوگوں کو نصیحت دینا اور مدد کرنا شامل ہے جو کہ سنگین مشکلات میں مبتلا ہوں۔ مثال کے طور پر وہ لوگ جو بہت غریب ہیں یا انتہائی برے حالات میں زندگی بسر کر رہے ہیں۔

Welfare کا مفہوم

Welfare کے تین مفہوم بیان کئے گئے ہیں۔

1-Welfare: "The welfare of a person, group, or organization is their general state of wellbeing for example the good health and comfort of the person or group, or the stability and prosperity of the organization.
2- Welfare is used to describe the activities of an organization, especially the government which are concerned with the health, education, living conditions and financial problems of the people in society.
3-Welfare is money which is paid by the government to the people who are unemployed, have poorly paid jobs, or cannot work because of illness or disability (Cobuild, 1987, p.1654)."

انفرادی، اجتماعی یا کسی بھی ادارے کی فلاح کا اصل مقصد اُن کا خوشحال رہنا ہے مثال کے طور پر صحت کا خوشحال ہونا یا زندگی کا مستحکم ہونا ضروری ہے۔

رفاہ کا لفظ کسی بھی تنظیم کی سرگرمیوں کو بیان کرنے کے لئے استعمال کیا جاتا ہے۔ خاص طور پر اگر اس کو حکومت کے ساتھ منسلک کیا جائے تو اس سے مراد معاشرے میں رہنے والے لوگوں کی صحت، تعلیم، رہن سہن کا ماحول اور مالی مشکلات کا خیال رکھنا ہے۔

بہبود سے مراد وہ مالی مدد ہے جو حکومت کی جانب سے بے روزگار، معذوروں اور بیماروں کے لئے مہیا کی جاتی ہے۔

گویا سماجی کاموں سے مراد معاشرے میں رہنے والے اُن لوگوں کی مدد و نصرت کرنا ہے جن کو مالی، گھریلو مشکلات و پریشانیوں نے گرفت کر رکھا ہے۔

welfare کی وضاحت

اوکسفرڈ ایڈوانسڈ لرنرز میں welfare کی وضاحت یوں کی گئی ہے:۔

"Welfare- noun-**1**- The general health, happiness and safety of a person, an animal or a group, wellbeing: We are concerned about the child's welfare.
2- Practical or financial help that is provided, often by the government, for people or animals that need it. The state is still the main provider of welfare (Hornby, 2000, p.1470)."

"ویلفئیر سے مراد کسی بھی شخص، جانور یا تنظیم کی صحت، خوشی اور تحفظ کے لیے کام کرنا ہے۔

ضرورت کے وقت لوگوں یا جانوروں کے لئے ایسی مالی مدد یا عملی اقدامات کرنا ہیں جو کہ اکثر اوقات حکومت کی جانب سے مہیا کی جاتی ہیں۔ ریاست ویلفئیر مہیا کرنے میں تا حال بنیادی حیثیت رکھتا ہے۔"

سماجی بہبود / رفاہِ عامہ کا اصطلاحی معنی و مفہوم:

ڈاکٹر محمد ہمایوں عباس شمس رفاہ کے متعلق لکھتے ہیں:

"رفاہ- وہ کام ہے جس سے لوگوں کو راحت پہنچے، خوشحالی، خوشی۔ فلاح، بہبودی، لوگوں کا فائدہ اور آرام ہے (شمس، 2004، ص۔11)۔"

پروفیسر امیر الدین مہر نے سماجی بہبود سے متعلق مختلف تعریفات نقل کی ہیں۔

۱۔ "سماجی بہبود ایک طریقہ کار یا خدمات بہم پہنچانے کا ایک ذریعہ ہے جو فرد کی شخصیت اور اس کے ذاتی مسائل و وسائل کو مد نظر رکھتے ہوئے اس کی انفرادی واجتمائی سطح پر مدد کرتا ہے۔

۲۔ فرائیڈ لینڈر کے نزدیک سماجی بہبود سے مراد سماجی خدمات اور اداروں کا وہ منّظم نظام ہے جس کا مقصد افراد اور گروہوں کی مدد کرنا ہے تا کہ وہ ایک بہتر اور صحت مند زندگی گزار سکیں اور ساتھ ہی اُن کے ذاتی و سماجی تعلقات ایسے خوشگوار ہو جائیں جو ان کی صلاحیت بڑھانے اور ان کے خاندان اور جماعت کی ترقی کے ضامن ثابت ہو۔

۳۔ کیسیڈے کے نزدیک سماجی خدمات وہ منظّم تدابیر ہیں جن کے ذریعے انسانی زندگی کو بچانا، بہتر بنانا اور ترقی دینا ہے۔

۴۔ سماجی بہبود کا مقصد صرف چند سماجی برائیوں کو دور کرنا ہی نہیں بلکہ وہ تمام حالات پیدا کرنا ہے جو انسان کی ذہنی، جسمانی اور سماجی زندگی کو بہتر بنانے کے لئے ضروری ہیں(مہر،2009،ص۔54)۔"

ہربرٹ سٹروپ کے مطابق سماجی بہبود ایک فن ہے جو افراد، گروہوں، اور جماعت کے وسائل باقاعدگی سے استعمال کر کے اپنی مدد آپ کے اصول پر عمل پیرا ہو کر انکی بنیادی ضروریات کو سائنسی طریقے سے پورا کرنے کی کوشش کرنا ہے(نجیب،1998،ص۔222)۔

علامہ غلام رسول سعیدی تبیان القرآن میں بیان کرتے ہیں:۔

"صدقہ وخیرات کرنے سے دولت معاشرہ میں گردش کرتی رہتی ہے غرباد اور فقراء کی ضرورتیں پوری ہوتی ہیں۔اور رفاہِ عام کے بہت سے کام انجام پاتے ہیں اس کی کئی انواع ہیں۔علم دین کی نشرواشاعت میں حصّہ لینا، دینی مدارس کی مدد کرنا، مساجد بنانا، لائبریری کا قیام، سرائے بنانا، محتاج خانے اور اپاہج خانہ کی تعمیر کرنا، مروجہ علوم کے لئے اسکولوں اور کالجوں کو گرانٹ دینا، یتیموں اور بیواؤں کے لئے وظائف جاری کرنا، بیماروں کے علاج معالجہ کے لیے ہسپتال بنانا، دوائیں فراہم کرنا، جو لوگ عدالتی اخراجات کی وجہ سے اپنے حقوق حاصل نہ کر سکیں ان کے کام آنا(سعیدی،2010،ج۔1،ص۔947-948)۔"

اقوام متحدہ (UNO) سوشل ورک کی تعریف یوں وضع کرتی ہے۔

"اسمیں وہ منظّم کاوشیں شامل ہیں۔جن کا مقصد افراد اور جماعتوں کو امداد دینا ہے تا کہ اپنی ضروریات پوری کر سکیں اور اپنی فلاح و بہبود کو اپنے خاندان اور طبقہ کی خواہشات کے مطابق ترقی دے سکیں(نجیب،1998،ص۔223)۔"

سماجی بہبود کی ضرورت واہمیت:

اللہ تعالیٰ نے حضرت انسان کو اشرف المخلوقات کا درجہ عطا کیا۔اسی انسان کو دنیا میں ایک دوسرے کی ہدایت ورہنمائی کا ذریعہ بنایا۔لوگوں کی اصلاح، ہمدردی، فلاح کا جذبہ روز اوّل سے ہی بندہ آدم کے دل میں پیدا فرمادیا۔جس کا مقصد کرہِ ارض میں خدا کی وحدانیت کا اعلان اور لوگوں میں ایک دوسرے کے لیے محبت اور شناسائی پیدا کرنا تھا۔

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:۔

وَلَقَدْ كَرَّمْنَا بَنِیْٓ اٰدَمَ وَ حَمَلْنَا هُمْ فِی الْبَرِّ وَالْبَحْرِ وَرَزَقْنَا هُمْ مِّنَ الطَّيِّبَا تِ و فَضَّ لْنَا هُمْ عَلٰی كَثِيْرٍ مِّمَّنْ خَلَقْنَا تَفْضِيْلاً(17:70)

"یہ تو ہماری عنایت ہے کہ ہم نے بنی آدم کو بزرگی(عزت) دی اور انھیں خشکی اور تری میں سواریاں عطا کیں اور ان کو پاکیزہ چیزوں سے رزق دیا اور اپنی بہت سی مخلوقات پر نمایاں فوقیت بخشی۔"

حضرتِ انسان کی تخلیق کے بارے میں ہمیشہ سے مختلف توجیہات و تعبیرات پائی جاتی ہیں لیکن انسان کی تخلیق کے ساتھ ساتھ جہاں شیطانیت کے شر نے جنم لیا اُس کے بر عکس انسان کی عظمت و اہمیت کو رب تعالیٰ نے خلیفہ کی صفت سے واضح فرمادیا۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:۔

وَاِذْقَالَ رَبُّکَ لِلْمَلٰٓءِکَۃِ اِنِّیْ جَا عِلٌ فِیْ الاَرْضِ خَلِیْفَۃ قَا لُوْ ا اَتَجْعَلُ فِیْھَا مَنْ یُّفْسِدُ فِیْھا وَ یَسْفِکُ الدِّمآءَ ج وَنَحْنُ نُسَبِّحُ بِحَمْدِکَ و نُقَدِّسُ لَکَ ء قَا لَ اِنِّیْ اَعْلَمُ مَالاَ تَعْلَمُوْنَ (2:30)

"پھر ذرا اس وقت کا تصور کرو جب تمہارے رب نے فرشتوں سے کہا تھا کہ میں زمین میں ایک خلیفہ بنانے والا ہوں۔ انھوں نے عرض کیا، کیا آپ زمین میں کسی ایسے کو مقرر کرنے والے ہیں جو اس کے انتظام کو بگاڑ دے گا اور خونریزیاں کرے گا، جبکہ ہم آپ کی حمد و ثناء کے ساتھ تسبیح و تقدیس تو کر ہی رہے ہیں، فرمایا: میں وہ کچھ جانتا ہوں جو تم نہیں جانتے۔"

سماجی بہبود اور اسلامی افکار:

قبل از اسلام جتنے بھی بر حق مذاہب موجود تھے۔ ہر مذہب میں انسان کی عزت و تکریم کے ساتھ ہمدردی و غمگساری کی تعلیمات ملتی ہیں اسی طرح دین اسلام بھی ایثار و ہمدردی غم خواری و غم گساری، محبت و شفقت، مدد و نصرت، اصلاح و فلاح کے ساتھ ساتھ خدمت خلق کا تصور بھی رکھتا ہے۔ جس کا بنیادی مقصد تخلیق انسان کے بعد معاشرہ اور انسانیت کی اصلاح و تربیت کرنا ہے۔

خدمت خلق اور رفاہی کا اسلام میں ایک عبادت کا مقام رکھتے ہیں دین اسلام کی تہذیبی خدمات میں ایک بہت اہم اور قابل ذکر خدمت انسانیت کی فلاح و بہبود کے کام کو مذہبی عبادت کا درجہ دینا اور اس کو ایک نمایاں حصّہ قرار دینا ہے۔

قرآن مجید کے بغور مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ اسلامی تعلیمات کا ایک چوتھائی حصّہ عقائد و عبادات پر مشتمل ہیں جب کہ تین چوتھائی حصّہ میں انسانی معاملات کی طرف توجہ دلائی گئی ہے۔

خدمت خلق کو عبادت کی حیثیت دینے کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں جابجا اس کی تعلیمات و احکامات کا ذکر فرمایا ہے۔

ارشاد ربانی ہے:

وَافْعَلُوْاالْخَیْرَ لَعَلَّکُمْ تُفْلِحُوْنَ (22:77)

"اور بھلائی کے کام کرو (اسی سے توقع کی جاسکتی ہے) کہ تم کو فلاح اور کامیابی حاصل ہو۔"

انسانیت کی بھلائی اور اس کی بہبود و فلاح کے کام کرنے میں اللہ تعالیٰ نے دین و دنیا کی کامیابی کو پوشیدہ فرمادیا ہے۔ اور فلاح و کامیابی کے ذریعہ کو انسانیت کی خدمت کے ساتھ مشروط کر دیا ہے۔

مقصدِ حیات و ممات

اللہ تعالیٰ نے انسان کو با مقصد تخلیق فرمایا ہے۔ ارشاد خداوندی ہے۔

الَّذِیْ خَلَقَ الْمَوْتَ وَالْحَیٰوۃ لِیَبْلُوَ کُمْ اَیُّکُمْ اَحْسَنُ عَمَلاَ ہ(67:2)

"(وہ ذات) جس نے موت اور زندگی کو اس لیے پیدا کیا تاکہ تمہاری آزمائش کرے تم میں سے اچھے کام کون کرتا ہے۔"

اللہ تعالیٰ نے انسانی وجود کو زندگی عطا کر کے اُسے چلنا، پھرنا، دیکھنا، سننا، بولنا اور دیگر نعمتوں سے نوازا اور اُس کے بر عکس موت کے ساتھ اُس کو معدوم کر دیا۔ تاکہ اسی دوران وہ تمہاری آزمائش کرے کہ کون احکام الٰہیہ کی تعمیل کرتا ہے؟ اور کون اس کے اوامر و نواہی کو بجالاتا ہے؟۔ یہ سب اُس وقت ممکن ہوگ جب وہ تمہارے اعمال کا حساب کرے گا۔ دنیا میں رہ کر کس نے زیادہ اچھے عمل کیئے اور کون برائی کو اپنے دامن کے ساتھ رکھ کے بیٹھا رہا (النسفی، 2013، ج۔3، ص۔840)۔

محبوب چیز کی قربانی

ISSN (P): 3006-6522
ISSN (E): 3006-6530

خیر الناس من ینفع الناس کا عملی جامہ وہ لوگ ہوتے ہیں جو دوسروں کی فلاح، نفع اور خیر خواہی کو اولین فریضہ سمجھتے ہیں۔

قرآن پاک میں ارشاد ہے:۔

لَنْ تَنَا لُو االْبِرَّ حَتیَّ تُنْفِقُوْ ا مِمَّا تُحِبُّوْنَ وَمَا تُنْفِقُوْ ا مِنْ شَيْءٍ فَا نَّ اللہَ بَهِ عَلِيْمٌ(3:92)

"ہرگز نہ پاسکو گے تم کامل نیکی (کا رتبہ) جب تک نہ خرچ کرو (راہِ خدا میں) ان چیزوں میں سے جن کو تم عزیز رکھتے ہو اور جو کچھ خرچ کرتے ہو بلاشبہ اللہ تعالیٰ اسے جانتا ہے۔"

انسان کا اپنی پسندیدہ چیز کو راہ خدا میں قربان کرنا دراصل اس کے اندر ایثار کا جذبہ پیدا کرنے کا سب سے اہم ذریعہ ہے۔ ایثار کا مادہ فلاح و بہبود کے لئے انتہائی اہم بنیاد رکھتا ہے۔

اگر انسان بذات خود لالچ، حرص، اور طمع میں مشغول ہو تو وہ دوسروں کی ضروریات کو پس پشت ڈال دیتا ہے۔ جس کی وجہ سے یہ بری عادت اُس کو دوسروں کے حق کو چھیننے کے لیے بھی آمادہ کر دیتی ہے جو کہ رفاہِ عامہ کے کاموں کے لیے ایک ناسُور ہے۔

مال محبوب سے مراد یہ ہے کہ انسان کو خود اس مال کی ضرورت ہو لیکن اپنی ضروریات اور اُن محبوب چیزوں کو راہِ خدا میں قربان کرنے کا جذبہ رکھتا ہو (سعیدی، 2005، ج۔2، ص۔249)۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:۔

وَ يُطْعِمُوْنَ الطَّعَامَ عَلٰى حُبِّه مِسْكِيْناً وَّ يَتِيْماً وَّ اَسِيْرًا اِنَّمَا نُطْعِمُكُمْ لِوَجْهِ اللهِ لَانُرِ يْدُ مِنْكُمْ جَزَآءً وَّ لَا شُكُوْرًا(8:9)

" اور وہ طعام سے محبت کے باوجود مسکین، یتیم اور قیدی کو کھلا دیتے ہیں۔ (اور کہتے ہیں) ہم تمہیں صرف اللہ کی رضا کے لیے کھلاتے ہیں ہم تم سے کوئی صلہ چاہتے ہیں نہ سپاس۔"

اخلاقی بیماری کی نشاندہی

امام احمد نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت نقل کی ہے کہ حضور ﷺ کی خدمت میں گوہ پیش کی گئی، نہ آپ نے اسے کھایا اور نہ ہی کسی اور کو کھانے سے منع کیا۔ میں نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ کیا ہم اسے مساکین کو نہ کھلادیں؟ فرمایا: وہ چیز مسکینوں کو نہ کھلاؤ جو خود نہیں کھاتے (السیوطی، 2010، ج۔2، ص۔143)۔

مذکورہ حدیث پر غور کریں تو ہمیں آج کے معاشرہ میں موجود ایک اخلاقی بیماری کا تصور ذہن میں اُجاگر ہوتا ہے کہ جو چیز خود پسند نہ ہو یا استعمال میں لانا ناممکن ہو اُسے راہِ خدا میں خرچ کر دیا جاتا ہے۔ ورنہ بطور تحفہ دوسروں کو پیش کر دیتے ہیں۔ لیکن حضور ﷺ کی تعلیمات اس کے برعکس ہیں جو کہ قرآن کے اسلوب کی ترجمانی کرنے والی ہیں۔ آپ ﷺ نے ہمیشہ اس چیز کو بطور ھدیہ دینے کی ترغیب دی جو خود کو محبوب ہوتی تھی۔

لوگوں کی رفاہ و بہبود کے لیے یہ امر نہایت ضروری ہے کہ جس جذبہ کے ساتھ اُن کی مدد کو ہاتھ بڑھایا جارہا ہے اُن کی فلاح کے لیے کام کرنے کا ارادہ ہے تو اُس کے اندر اگر اپنی ذاتیات کو بھی قربان کرنا پڑے تو اس سے دریغ نہ کرے۔ اور جو اشیاء خود ناپسندیدہ رکھتا ہے اُن سب چیزوں کو دوسروں کی مدد کرنے کے دوران بھی ناپسندیدہ ہی ٹھہرائے۔

حقوق العباد کی ادئیگی کا سبب

دین اسلام میں حقوق کو دو واضح اقسام میں بیان کیا جاتا ہے ایک کا تعلق اللہ تعالیٰ کی ذات سے ہے۔ دوسرا انسان کے حقوق سے منسلک ہے ان دونوں حقوق کو حقوق اللہ اور حقوق العباد سے موسوم کیا جاتا ہے۔

رفاہِ عام اور سماجی بہبود کے عوامل حقوق العباد کو ادا کرنے کا سب سے بڑا ذریعہ ہیں۔ جو شخص بندوں کے حقوق پر توجہ رکھتے ہوئے ان کو پورا کرنے کی کوشش کرتا ہے گویا کہ وہ انسان کی فلاح میں اہم کردار ادا کر رہا ہے۔

حقوق العباد کا یہ سلسلہ والدین سے شروع ہوتا ہے اور اس کے ساتھ قرابت داروں، ہمسایوں، پڑوسیوں، زوجین، اولاد، مسکینوں، یتیموں، مسافروں، بیماروں، حاجت مندوں، اساتذہ، طالب علموں، حتیٰ کہ معاشرے میں حیثیت رکھنے والے ہر فرد تک پھیلا ہوا ہے۔

غور کیا جائے تو یہ بات واضح ہوتی ہے کہ حقوق العباد کا تعلق کسی بھی مذہب سے خاص نہیں بلکہ انسانیت سے ہے۔ انسان کی فلاح و بہبود اور اس کی مشکلات کو حل کرنے میں مذہب کو بالاتر نہیں رکھا جاتا، یہی وجہ ہے کہ حقوق العباد میں بھی مذہب سے مستثنیٰ ہو کر انسانیت کی بات کی گئی ہے۔

ارشاد ہوتا ہے:

وَفِيْٓ اَمْوَالِهِمْ حَقٌّ لِّلسَّآئِلِ وَالْمَحْرُوْمِ(51:19)

"اور ان کے مال میں حق ہے سائل کے لیے اور محروم کے لئے۔"

اگر کوئی شخص کسب معاش سے معذور ہے۔ کسی بیماری یا عذر نے اُس کی کارکردگی کی خوبی کو مفلوج کر دیا ہے یا کوئی بیوہ ہے جس کو کوئی پوچھنے والا نہیں، یا کوئی اور تنگ دست ہے تو ایسے لوگوں کا تمہارے مال پر حق ہے اور تمہارے لیے لازم ہے کہ اُن کی مدد کے لئے اپنے قدم اُن کی طرف بڑھاؤ۔ مذکورہ آیت میں انسانیت کی خدمت کا واضح پیغام موجود ہے۔

پیر محمد کرم شاہ واضح طور پر بیان کرتے ہیں کہ اس امر میں علماء کا قول ہے کہ اس سے مراد زکوٰۃ نہیں بلکہ دوسرے مددگار عوامل ہیں (الازہری، 1399، ج۔5، ص۔216)۔

سلوک ہمدردی، احسان اور صلہ رحمی صرف انسانوں کا حق نہیں ہے بلکہ جانوروں کے ساتھ بھی ان سب عوامل کو با حسن طریق سے بجالانے کا درس ملتا ہے۔ سماجی بہبود میں صرف انسان نہیں بلکہ معاشرہ میں رہنے والا ہر رکن چاہے وہ انسان ہو یا جانور سب شامل ہیں۔ مذکورہ آیت کے تحت ابن کثیر نقل فرماتے ہیں۔

"حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمتہ اللہ علیہ مکے جا رہے تھے کہ راستے میں ایک کتا پاس آکر کھڑا ہو گیا آپ نے ذبح کردہ بکری کا ایک شانہ کاٹ کر اس کی طرف ڈال دیا اور فرمایا لوگ کہتے ہیں یہ بھی محروم میں سے ہے (ابن کثیر، 2003، ج۔5، ص۔216)۔"

اسی طرح دوسری جگہ ارشاد فرمایا:۔

فِيْٓ اَمْوَالِهِمْ حَقٌّ مَّعْلُوْمٌ ۝ لِّلسَّآئِلِ وَالْمَحْرُوْمِ(70:24)

"اور وہ جن کے مالوں میں مقررہ حق ہے سائل کے لئے اور محروم کے لیے۔"

فلاح و بہبود تعلیماتِ نبویہ ﷺ کی روشنی میں

صحیح مسلم میں روایت نقل کی جاتی ہے کہ:

"عِنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ، مَرَّ رَجُلٌ بِغُصنِ شَجَرَةٍ عَلَى اظَهْرِ طَرِيْقٍ، فَقَالَ: وَاللهِ لَأُنَحِّيَنَّ هَذَ ا عَنِ الْمُسْلِمِيْنَ يُؤْذِ يْهِمْ، فَأُدْخِلَ الْجَنَّةَ(مسلم، 6670)"

"حضرت ابو ھریرۃ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ایک شخص راستے پر جا رہا تھا کہ اُس نے کانٹے والی ٹہنی دیکھی تو اس نے کہا: اللہ کی قسم میں مسلمانوں کو تکلیف سے بچانے کے لئے اسے ضرور راستہ سے ہٹاؤں گا۔ پس وہ جنت میں داخل کیا گیا۔ (اس عمل کی وجہ سے)۔"

لوگوں کو راستہ میں موجود تکلیف سے آسانی فراہم کرنا، اُن کے لئے سفر کو آسان بنانا، انسانیت کی خدمت کرنے کے مترادف ہے۔ مذکورہ حدیث میں بھی یہ بات نقل فرمائی گئی ہے کہ دوسروں کے لئے آسانیاں پیدا کرو جس کے سبب اللہ تعالیٰ تمہیں دنیا اور آخرت دونوں میں اجر عطا کرنے والا ہے۔

حدیث پاک میں ارشاد ہوتا ہے کہ:

يَا أَبَا ذَرٍّ أَعَيَّرْ تَهُ بِأُمِّهِ؟ اِنَّکَ امْرُؤٌ فِيْکَ جَا هِلِيَّةٌ ، اِخْوَانُکُمْ خَوَلُکُمْ جَعَلَهُمُ اللهُ تَحْتَ أَيْدِيكُمْ، فَمَنْ كَانَ أَ خُوهُ تِحْتَ يَدِهِ فَلْ يُطْعِمْهُ مِمَّا يَأْكُلْ، و لْيُلْبِسْهُ مِمَّا يَلْبَسُ، وَلاَ تُكَلِّفُوْهُمْ مَا يَغْلِبُهُمْ، فَإِنْ كَلَّفْتُمُوْهُم فَأَعِيْنُو هُمْ۔(بخاری، 30)

"رسول اللہ ﷺ نے فرمایالونڈی اور غلام تمہارے بھائی ہیں انہیں اللہ نے تمہارے ماتحت کیا ہے پس جس بھائی کو اللہ نے جس کے قبضہ میں دیا ہے تو اُسے چاہیے کہ اسے وہ ہی کھلائے جو خود کھاتا ہے اور وہی پہنائے جو خود پہنتا ہے اور اس پر کام کا اتنا بوجھ نہ ڈالو جو کہ اس کی طاقت سے باہر ہو اور اگر تم اُن پر بوجھ ڈال دو تو اُس کام میں اُس کی مدد کرو۔"

مذکورہ حدیث پاک میں اللہ کے رسول ﷺ نے معاشرے میں موجود پست طبقہ کے لوگوں کے ساتھ شفقت اُن کے ساتھ فلاح وبہبود کا سلوک کرنے کا حکم دیا ہے کہ اُن کی دل آزاری نہ کرو۔ اُن کو اتنا بوجھ ڈالو جس کو برداشت کرنے کی طاقت وہ رکھتے ہیں۔ قرآن کا اسلوب لَا يُكَلِّفُ اللهُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا۔ ابھی اس چیز کا درس دیتا ہے۔ اُن کے ساتھ زمانہ جاہلیت کی طرح غلام اور آقا والا سلوک نہ برتاؤ بلکہ اپنا بھائی سمجھ کر اُن کی مدد واعانت کرو۔ اور شفقت کا ہاتھ رکھو۔

نیکی کی طرف راہنمائی کرنا نیکی کی ترغیب دینا، دوسروں کی بھلائی کا درس دینا بھی گویا کہ خود اس کام کو سرانجام دینا ہے وہ اس کے ثواب میں برابر کا حق رکھتا ہے۔ حدیث پاک میں ذکر ہوتا ہے کہ:۔

قَالَ رَسُو لُ اللهِ ﷺ ، مَمْ دَلَّ عَلىٰ خَيْرٍ قَلَهُ مِثْلُ أَجْرِ فَا عِلِهِ (مسلم، 4899)

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جس شخص نے کسی کی خیر وبھلائی کی طرف رہنمائی کی تو اس پر اس کو عمل کرنے والے کے برابر ثواب ملے گا۔

اسی طرح حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے ایک حدیث روایت ہے:

عَنْ عَا ئِشَةَ رضی الله عنها قَالَتْ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ اِذَا أَطْعَمَتِ الْمَرْأَةُ مِنْ بَيْتِ ذُوْجِهَا گَيْرَ مُفْسِدَةٍ لَهَا أجْرُها، وَلَهُ مِثْلُهُ ، للخاذنِ مِثْلُ ذلکَ ،لَهُ بِمَا اكْتَسَبَ وَلَهَا بِمَا أنْفَقَتْ۔(بخاری، 1440)

"حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا روایت کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب عورت اپنے شوہر کے گھر سے بغیر نقصان پہنچائے کھانا کھلاتی ہے تو اسے اس کا اجر ملے گا اس کے برابر شوہر کو اجر ملے گا اور خازن کو بھی اس کی مثل دیا جائے گا، اس کے شوہر کو جو اس نے کمایا اُس کی وجہ سے اور اُس کی بیوی کو جو اس نے خرچ کیا اس کی وجہ سے۔"

ایک دوسری حدیث میں حضرت ابو موسیٰ سے روایت ہے کہ:۔

عَنْ أَبِي مُوسَىٰ عَن النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: اِنَّ الْخَازنَ الْمُسْلِمَ الْأَمِيْنَ الَّذي يُنفِّذُ ،وَرُبَّمَا قَالَ يُعْطِي مَا أُمِرَبَهِ ، فَيُعْطِيْهِ كا مِلاً مَوَفِّرًا، طَيِّبَةً بِهِ نَفْسُهُ، فَيَدْ فَعُهُ اِلَى الَّذِي أُمِرَ لَهُ بِهِ۔ أَحَدُ الْمُتَصَدِّقِيْنَ۔(مسلم، 2363)

"رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو مسلمان خازن اس حکم کو نافذ کرتا ہے بعض اوقات آپ ﷺ نے فرمایا: جس چیز کے دینے کا حکم دیا گیا ہے وہ اس کو مکمل طور پر خوش دلی سے دیتا ہے اور جس کے حوالے کرنے کا حکم دیا گیا ہے اس کو دے دیتا ہے تو وہ بھی صدقہ کرنے والوں میں سے ہے۔"

مذکورہ بالا احادیث کی طرف غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ انسان کی فلاح کے لیے کام کرنا بھی گویا اپنی ذات کے لیے فائدہ پہنچانا ہے۔ ان احادیث میں انسان کی اپنی ذات کو جو فائدے حاصل ہوتے ہیں اُن کو بیان کیا گیا لیکن اُس کے ساتھ ساتھ دوسری جانب لوگوں کی فلاح وبہبود کے لیے بھی ترغیب اور دعوت دی گئی۔ اور اگر کوئی شخص کسی بھی ترغیب پر کوئی کام سرانجام دے دیتا ہے تو گویا وہ بھی اس کام میں برابر کی شراکت رکھتا ہے۔

سماجی بہبود کے ذریعے سے معاشرے میں موجود بے روزگار طبقہ کی مدد کی جاسکتی ہے اس کا سب سے بڑا ذریعہ ایسے اداروں کا قیام ہے جہاں پر بے روزگار لوگوں کو کوئی ہنر سکھا کر اس قابل بنایا جائے کہ وہ اپنے ہاتھوں سے کوئی کام کر کے اپنا اور اپنے اہل وعیال کی پرورش کر سکیں۔ اس حوالے سے حضرت ابو ذر سے ایک حدیث روایت کی جاتی ہے کہ:۔

عَن أَبِي ذَرٍّ رضی الله عنه قَالَ: سَأَلْتُ النَبِيَّ ﷺ أَيُ الْعَمَلِ أَفْضَلُ؟ قَالَ: إيمانٌ با للهِ وجِهادٌ فِي سَبِيْلِهِ۔ قُلْتُ : فَأَيُّ الرِّقابِ أَفضَلُ؟ قَالَ: أَعْلَاهَا ثَمَنًا و أَنْفَسُهَا عِنْد أهْلِها۔ قُلْتُ : فإِنْ لَمْ أفْعَلْ؟ قَالَ: تُعِينُ ضائعًا أو تَصْنَعُ لأخْرَق، قَالَ: فإِنْ لَمْ أفْعَلْ؟ قَالَ: تَدَعُ النَّاسَ مِنَ الشَّرِّ فَإِنَّهَا صَدَ قَةٌ تَصَدَقُ بِها على نَفْسِكَ۔(بخاری،2518)

"حضرت ابو ذرر ضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سوال کیا کہ سب سے فضیلت والا عمل کونسا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایااللہ پر ایمان لانا اور اس کی راہ میں جہاد کرنا۔ میں نے کہا۔ کس طرح کا غلام آزاد کرنا افضل ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: وہ جس کی قیمت زیادہ ہو اور وہ اس کے مالک کے نزدیک زیادہ اہمیت رکھتا ہو میں نے کہا اگر میں ایسا نہ کر سکوں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ضائع ہونے والے کی مدد کرو یا جو اپنا کام نہ کر سکے۔ میں نے دریافت کیا اگر میں نہ کر سکوں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: لوگوں کو شر سے بچاؤ کیونکہ یہ بھی ایک صدقہ ہے جو تو اپنی ذات کے ساتھ کر رہا ہے۔"

سائل کی خبر گیری کے حوالہ سے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا :

عن حواء بنت السكن: أن رسول الله ﷺ قال: رُدُّوْ السَّائِلَ وَلَوْ بِظِلْفٍ۔ قال أبو عبد الرحمن في حديث هارون: مُحْرَقٍ۔

"حضرت حواء بنت السکن رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: سائل کو کچھ نہ کچھ دے کر بھیجو اگر چہ کھر ہی کیوں نہ ہو۔ دوسری جگہ پر جلا ہوا کھر کے الفاظ استعمال ہوئے ہیں۔"

مسکینوں اور غریبوں کے ساتھ ہمدردی کا سلوک کرنا، ناداروں کی مدد کرنا، یہ وہ بنیادی جذبات کا درس ہے جو دین اسلام دیتا ہے، اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:۔

وَاَمَّا السَّآئِلَ فَلَا تَنْهَرْ (93:10)

"اور سوال کرنے والوں کو مت جھڑکو۔"

اور مذکورہ بالا حدیث بھی اس آیت کی واضح شرح بیان کرتی ہے کہ اگر کوئی سائل اپنی ضرورت کو لے کر تمہارے آگے ہاتھ پھیلاتا ہے تو اُس کو خالی ہاتھ مت واپس کرو۔ چاہے کوئی جلا ہوا کھر ہی کیوں نہ دینا پڑے۔ کیونکہ اس نعمت کو یاد رکھو کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے ایک بندے کو تمہارے پاس بھیجا ہے اور تمہیں اس قابل سمجھا کہ تم اس کی حاجت روائی کروگے۔

ان احادیث کا مطالعہ کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ دین اسلام نے لوگوں کی فلاح و بہبود کا ہر لمحہ، ہر گھڑی، کسی نہ کسی طریقہ سے انسانیت کی خدمت، اُن کی تائید و نصرت، شفقت و مہربانی، ہمدردی و غمگساری کا درس دیا ہے۔ آپ ﷺ نے ان تمام چیزوں کو اپنی تعلیمات کے ذریعے واضح فرمادیا۔ اور صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نے مختلف طرق سے سوال کرکے امت کے لیے ان چیزوں کو سمجھنے اور ہدایت کے لیے آسانی مہیا کردی۔

سماجی بہبود اور مغربی افکار:

انٹر نیشنل انسائیکلوپیڈیا آف سوشل سائنسز میں سوشل ورک کے حوالہ سے لکھتے ہیں:۔

"The objectives of social work are to help individuals, families, communities, and groups of persons who are socially disadvantaged and to contribute to the creation of conditions that will enhance social functioning and prevent breakdown (David, 1972, v.14, p.495)."

سوشل ورک کا مقصد انفرادی، خاندانی، کمیونٹی اور اُن لوگوں کی جماعتوں کی مدد کرنا ہے جن کو سماجی نقصان کا سامنا کرنا پڑا ہے۔ اور اس کے ساتھ معاشرہ میں سماجی کاموں کے فروغ اور اس کی بدحالی کے خاتمہ کے لیے ممکنہ حصّہ ڈالنا ہے۔

اگر سماجی کاموں کو معاشرے کا حصّہ نہ بنایا جائے تو معاشرہ انتشار و فساد کا شکار ہو جاتا ہے۔ جو کہ معاشرے میں رہنے والے لوگوں کی تباہی کا سب سے بڑا سبب و ذریعہ ہوتا ہے، کیونکہ اگر لوگوں کو اُن کی ضروریات زندگی فراہم نہ ہوں گی تو وہ اپنے حق کو حاصل کرنے کے لیے تمام حدود کو فراموش کر دیتے ہیں۔ اس لیے سماجی بہبود اُن کے حقوق کو اُن کی ذات تک پہنچانے میں اہم کردار ادا کرتی ہے۔ جس میں سماجی کارکن سب سے بڑا ذریعہ ہیں۔

ISSN (P): 3006-6522
ISSN (E): 3006-6530

ہماری روزمرہ کی زندگی میں دوسروں کے رویوں کا گہرا اثر مرتب ہوتا ہے جو کہ انسان کی سوچ کو مختلف جہتوں میں بدلنے کا سبب ہوتے ہیں۔

Sociology, Rodney Stark میں رقم طراز ہیں کہ:

"Our daily lives intertwine with the lives of others-what we do, even much of what we hope, is influenced by those around us. To study ourselves, we must study our social relations (Stark, 1987, p.7)."

ہماری روزمرہ کی زندگی ایک دوسرے کے ساتھ منسلک ہے۔ ہم کیا کرتے ہیں؟ یہاں تک کہ ہم کیا سوچتے ہیں؟ سب کچھ اُن لوگوں کے ساتھ تعلق رکھتا ہے جو ہمارے اردگرد موجود ہیں۔ ہمیں اپنی نفسیات، ذاتیات کا مطالعہ کرنے سے پہلے ہمارے لیے ضروری ہے کہ ہم اپنے سماجی تعلقات کے بارے میں جانیں۔

انسان معاشرے کی بنیادی اکائی ہے معاشرے میں رہنے والے لوگوں کا آپس میں گہرا تعلق ہے۔ کوئی بھی معاشرہ لوگوں کے رہن سہن اور آپس کے برتاؤ سے جانا جاتا ہے۔ جس طرح اگر کسی شخص کی شخصیت کے بارے میں جانا ضروری ہو تو اُس کے ساتھ سفر کر کے اُس کی آزمائش کی جاتی ہے۔ اسی طرح انسان کی طبیعت کا اندازہ کرنا ہو تو اُس کے لیے اس کے سماجی تعلقات کا جاننا نہایت ضروری ہے۔

Encyclopedia of Britannica میں بیان کرتے ہیں:۔

"Social welfare services originated as emergency measures that were to be applied when all else failed. However they are now generally regarded as a necessary function in any society and a means a lot of rescuing the endangered but also of fostering a society's ongoing, corporate well-being (Jacob, 2005, v.27, p.372)."

سماجی بہبود کی خدمات کو اُس وقت حادثاتی اقدامات کے طور پر منظم طریقہ سے پیش کیا جاتا تھا جب دوسری تمام متعلقہ چیزیں ناکام ہو جاتی تھیں۔ بہرحال کسی بھی معاشرے میں یہ ایک مطلقاً ضروری پروگرام کی حیثیت رکھتا ہے اور کسی بھی بری صورت حال سے نمٹنے کے لیے خاص اہمیت کا حامل ہے اور اس کے ساتھ ساتھ سوسائٹی کو اعلیٰ حیثیت اور انسانیت کو بہتر بنانے میں اہم کردار ادا کرتا ہے۔

عہد نامہ قدیم میں سماجی بہبود کے لیے جلدی اقدام کرنے کی ہدایت دی گئی ہے جیسا کہ بیان ہوتا ہے:

"تو اپنی کثیر پیداوار اور اپنے کولھو کے رس میں سے مجھے نذر و نیاز دینے میں دیر نہ کرنا اور اپنے بیٹوں میں سے پہلوٹھے کو مجھے دینا، اپنی گایوں اور بھیڑوں میں سے بھی ایسا ہی کرنا (عہد نامہ قدیم، 22:29)۔"

اسی طرح دوسری جگہ بیان ہوا:۔

"اور خداوند نے موسیٰ کو فرمایا، بنی اسرائیل سے یہ کہنا میرے لیے نذر لائیں اور تم اُن ہی سے میری نذر لینا جو اپنے دل کی خوشی سے دیں۔ اور جن چیزوں کی نذر تم نے اُن سے لینی ہے وہ یہ ہیں۔ سونا اور چاندی اور پیتل (عہد نامہ قدیم، 25:1)۔"

حضرت موسیٰ علیہ السلام کی تعلیمات کو دیکھا جائے تو آپ علیہ السلام نے بھی قبائلی نظام کو ختم کرتے ہوئے ان کی بہت سی بری رسومات اور اختیارات کو ایک محدود منظم شکل دی۔ جس طرح خاندانی نظام میں باپ کو ایک حاکمیت حاصل تھی یہاں تک کہ زندگی اور موت کا بھی حاکم وہ تصور کیا جاتا تھا جس بنا پر معاشرہ میں اولاد کے حقوق سلب تھے۔ تو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ان اختیارات کا ناجائز استعمال اور ان احکامات کو محدود کر کے بچوں کی فلاح کا کام کیا۔ اس کو یہودیوں کی تاریخ میں یوں نقل کیا جاتا ہے۔

"Among the nomad tribes, from which the Hebrews descended the father was an arbitrary sovereign, in his family, as under the Roman law, with the power of life and death. Moses, while he maintained the dignity and salutary control, limited the abuse of the parental authority (Hilman, 1986, p.71)."

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے نہ صرف ان کے اختیارات کو مخصوص و محدود کر دیا بلکہ اس کے ساتھ ساتھ والدین کی عزت و احترام کا باقاعدہ حکم بھی دیا تاکہ اولاد بھی ان کے ساتھ حسن و سلوک کو مدنظر رکھے۔ اس کے علاوہ لوگوں کے ساتھ مہربانی اور بھلائی کا سلوک رکھنے، مشکلات میں مدد کرنے کے بارے میں بھی کئی تعلیمات کا ذکر کیا گیا ہے۔

ISSN (P): 3006-6522
ISSN (E): 3006-6530

"As He is merciful and gracious, so be you merciful and gracious. As He is righteous, so be you righteous. As He is holy, strive to be holy," Indeed even more daringly, God is described as clothing the naked, nursing the sick, comforting the mourners, burying the dead, so that man may recognize his own obligations (Jacob, 1985, v.22, p.440)."

جس طرح خداوند رحمان ور حیم ہے اسی طرح تم بھی رحمان ور حیم ہو جاؤ۔ جس طرح وہ سیدھی راہ پر ہے تم بھی سیدھی راہ پر گامزن ہو جاؤ۔ جس طرح وہ مقدس ہے تم بھی مقدس ہونے کی کوشش میں لگے رہو۔ خدا کو در حقیقت اس طرح واضح کیا گیا ہے کہ وہ بے لباس کو لباس پہناتا ہے، بیمار کی عیادت کرتا ہے، تکالیف میں رہنے والوں کو حوصلہ دیتا ہے، مردے کو دفن کرتا ہے، یہ وہ نیک بھلائی کے کام ہیں جن کو خدا نے انسان کے لیے متعارف کروایا کہ وہ یہ نیک اعمال کریں، تاکہ ان اعمال کے ذریعے لوگوں کی فلاح و بہبود کا کام کیا جاسکے۔

سماجی بہبود اور غریب طبقہ کا احساس

یہ ایک حقیقت ہے کہ ہر مذہب میں دین کی ابتداء غریب لوگوں سے ہوئی۔ اس وجہ سے غریب لوگوں کی فلاح و بہبود کا بہت خیال رکھا گیا۔ ان کے ساتھ ہمدردی والا معاملہ اختیار کرنے کی تعلیم دی گئی۔ اسی طرح یہودی مذہب میں بھی ان تعلیمات کا لحاظ رکھا گیا ہے۔

"A title of all produce was left to the poor, as well as windfalls, gleanings, and anything left growing on the margins of a field. Nor could one join in any festive occasion, especially a religious festival, without providing for the poor, to give to the poor, said proverbs, is to lend to the lord (Bermant, 1978, p.193-194)."

یہودی مذہبی رہنماؤں نے غریبوں کی مدد کے لیے اصول قائم کیے۔ ان پر باقاعدہ عمل کروایا جانے لگا مثلاً تمام پیداوار کا دسواں حصّہ، وہ پھل جو ہوا کے زور سے خود بخود شاخ سے ٹوٹ کر زمین پر گر جائیں۔ کاشتکاری کے دوران جو کناروں پر بچ جائے۔ ان تمام کو باغات اور کھیتوں میں غرباء کے لیے چھوڑ دیا جائے۔ اس کے علاوہ کوئی بھی امیر کسی غریب کی مدد کئے بغیر کسی بھی تقریب کا حصہ نہیں بن سکتا تھا (خاص طور پر مذہبی تقریب کا)۔ جیسا کہ مقولہ ہے کہ کسی غریب کو کچھ دینا خدا کو قرض حسنہ دینے کے مترادف ہے۔

کتاب احبار میں مفلس کے بارے میں یوں بیان کیا گیا ہے:

اور اگر تیرا کوئی بھائی مفلس ہو جائے اور وہ تیرے سامنے تنگ دست ہو تو تُو اسے سنبھالنا (عہد نامہ قدیم، 25:35)۔

دوسری جگہ بیان کیا:۔

تو اپنے غریب اور محتاج خادم پر ظلم نہ کرنا خواہ وہ تیرے بھائیوں میں سے ہو خواہ اُن پر دیسیوں میں سے جو تیرے ملک کے اندر تیری بستیوں میں رہتے ہیں۔ تو اُسی دن اس سے پہلے کہ آفتاب غروب ہو اُس کی مزدوری اُسے دینا کیونکہ وہ غریب ہے اور اُس کا دل مزدوری میں لگا رہتا ہے تانہ ہو کہ وہ خداوند سے تیرے خلاف فریاد کرے اور یہ تیرے حق میں گناہ ٹھہرے (عہد نامہ قدیم، 24:14)۔

مذکورہ بالا آیات میں قوم موسی کے ماننے والوں کو غریب اور مفلس کے ساتھ خیر خواہی کرنے کی تعلیم دی جارہی ہے۔ اگر کوئی تمہارے سامنے ہاتھ پھیلائے تو اُس کو خالی ہاتھ مت لوٹانا، اس کی مدد کرنا۔ اگر کوئی غریب تمہارے پاس ملازم ہو تو اُس کو اس کی محنت کی اجرت بروقت دے دینا۔ ایسا نہ ہو کہ اُسے اجرت کی ضرورت ہو اور تم تاخیر کر کے اُس کے لیے مشکل میں اضافہ کا باعث بنو جو کہ تمہارے لیے ہی گناہ کا اور پریشانی کا باعث بنے۔ یہودی تعلیمات پر غور کیا جائے تو یہ آپس میں پیار محبت اور مدد و نصرت کا درس دیتی ہیں۔

حاصل بحث:

مذکورہ بالا بحث سے یہ امر واضح ہوتا ہے کہ سماجی بہبود یا رفاہِ عامہ محض مادی امداد، معاشی معاونت یا چند مخصوص سماجی خدمات کا نام نہیں، بلکہ یہ ایک جامع انسانی، اخلاقی اور معاشرتی تصور ہے جس کا بنیادی مقصد فرد اور معاشرے کی جسمانی، ذہنی، معاشی، اخلاقی اور سماجی ضروریات کی تکمیل، انسانی وقار کا تحفظ اور اجتماعی

زندگی میں باہمی تعاون، ہمدردی اور ذمہ داری کے احساس کو فروغ دیتا ہے۔ سماجی بہبود کی جدید تعریفات میں بھی فرد، خاندان، گروہ اور معاشرے کی ضروریات کو منظم خدمات اور ادارہ جاتی اقدامات کے ذریعے پورا کرنے پر زور دیا گیا ہے۔

اسلامی تصورِ سماجی بہبود کا مطالعہ اس حقیقت کو نمایاں کرتا ہے کہ اسلام نے انسانی فلاح کو محض معاشرتی ضرورت نہیں بلکہ ایک اخلاقی اور دینی ذمہ داری کے طور پر پیش کیا ہے۔ قرآن مجید انسان کو عزت و تکریم عطا کیے جانے اور اسے زمین میں خلیفہ مقرر کیے جانے کے تصور کے ذریعے انسانی زندگی کی قدر و منزلت کو بنیادی اہمیت دیتا ہے۔ اس تناظر میں سماجی بہبود کا مقصد صرف محتاج افراد کی وقتی مدد نہیں بلکہ ایک ایسے معاشرتی نظام کی تشکیل ہے جس میں انسان کی عزت، ضروریات، حقوق اور اجتماعی ذمہ داریوں کا تحفظ ممکن ہو۔

اسلامی افکار میں خدمتِ خلق، ایثار، ہمدردی، مواخات، صدقہ و خیرات، زکوٰۃ، حقوق العباد اور حاجت مندوں کی اعانت سماجی بہبود کے بنیادی اخلاقی و عملی عناصر کی حیثیت رکھتے ہیں۔ قرآن مجید نیکی کو محض انفرادی عبادت تک محدود نہیں رکھتا بلکہ دوسروں کی ضروریات پوری کرنے، پسندیدہ مال خرچ کرنے اور محروم طبقات کی مدد کو فلاح کے حصول کا ذریعہ قرار دیتا ہے۔ اس سے یہ نتیجہ اخذ کیا جاسکتا ہے کہ اسلامی تصورِ رفاہ میں فرد کی اخلاقی تربیت اور معاشرے کی اجتماعی فلاح ایک دوسرے سے جدا نہیں بلکہ باہم مربوط ہیں۔

حقوق العباد کے تناظر میں اسلامی سماجی بہبود کی ایک نمایاں خصوصیت اس کا وسیع دائرۂ کار ہے۔ اس میں والدین، رشتہ داروں، ہمسایوں، یتیموں، مسکینوں، مسافروں، بیماروں، حاجت مندوں اور معاشرے کے دیگر افراد کے حقوق شامل ہیں۔ اس طرح رفاہِ عامہ کو ایک جامع انسانی ذمہ داری کے طور پر پیش کیا گیا ہے، جس کا مقصد معاشرے کے کمزور اور محروم طبقات کو نظر انداز ہونے سے بچانا اور ان کی بنیادی ضروریات کی تکمیل میں معاونت فراہم کرنا ہے۔

تعلیماتِ نبوی ﷺ کے مطالعے سے بھی یہی تصور مزید مضبوط ہوتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے دوسروں کو تکلیف سے بچانے، کمزور افراد کی مدد کرنے، ضرورت مندوں کی حاجت روائی، سائل کے ساتھ حسنِ سلوک، ماتحت افراد کے حقوق کی رعایت اور خیر کے کاموں میں تعاون کو انسانی فلاح کے اہم مظاہر قرار دیا۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اسلامی رفاہی تصور صرف مالی امداد تک محدود نہیں بلکہ اس میں جسمانی، معاشرتی، اخلاقی اور انسانی تحفظ کے تمام پہلو شامل ہیں۔

دوسری جانب مغربی سماجی بہبود کے تصور میں سماجی خدمات کو ایک منظم اور ادارہ جاتی نظام کے طور پر ترقی دی گئی ہے۔ اس تصور میں سماجی طور پر محروم افراد، خاندانوں اور گروہوں کی مدد، سماجی کارکردگی میں بہتری اور معاشرتی مسائل کے سدباب کو بنیادی مقاصد میں شامل کیا گیا ہے۔ جدید مغربی فکر میں سماجی بہبود محض ہنگامی امداد کے بجائے معاشرے کے مستقل اور ضروری انتظامی و سماجی فعل کے طور پر سامنے آتی ہے۔

یہودی مذہبی تعلیمات کے مطالعے سے بھی غرباء، محتاجوں اور کمزور طبقات کے لیے معاشرتی ذمہ داری کا تصور نمایاں ہوتا ہے۔ غریبوں کے لیے پیداوار کا ایک حصہ مخصوص کرنا، محتاجوں کی مدد کرنا، مزدور کو بروقت اجرت دینا اور کمزور افراد پر ظلم سے اجتناب کرنا اس امر کی نشاندہی کرتا ہے کہ مذہبی تعلیمات میں سماجی انصاف اور انسانی بہبود کو اہم مقام حاصل رہا ہے۔

چنانچہ مجموعی طور پر یہ نتیجہ سامنے آتا ہے کہ اسلامی، یہودی اور مغربی تصوراتِ سماجی بہبود میں اگرچہ مقاصد، بنیادوں، ادارہ جاتی ساخت اور عملی طریقۂ کار کے اعتبار سے نمایاں اختلافات پائے جاتے ہیں، تاہم انسانی ہمدردی، کمزور طبقات کی معاونت، غربت کے ازالے، معاشرتی ذمہ داری، انسانی وقار اور اجتماعی فلاح جیسے متعدد بنیادی پہلوؤں میں تقابلی مماثلت بھی موجود ہے۔ اسلامی تصور کی امتیازی خصوصیت یہ ہے کہ اس میں سماجی بہبود کو دینی ذمہ داری، اخلاقی فریضہ، حقوق العباد اور رضائے الٰہی کے حصول سے مربوط کیا گیا ہے، جبکہ جدید مغربی تصور نے اسے زیادہ تر منظم سماجی خدمات، پیشہ ورانہ اداروں اور اجتماعی پالیسی کے دائرے میں فروغ دیا ہے۔

اس تقابلی مطالعے کی روشنی میں یہ کہنا زیادہ علمی طور پر مناسب ہو گا کہ اسلامی اور مغربی تصورات کو محض باہمی متضاد نظاموں کے طور پر دیکھنے کے بجائے ان کے فکری ماخذ، اخلاقی بنیاد، انسانی تصور، ذمہ داری کے تصور، ادارہ جاتی طریقۂ کار اور عملی نتائج کی سطح پر سمجھنا چاہیے۔ اسلامی تصور جہاں روحانی، اخلاقی اور سماجی ذمہ داری کو یکجا کرتا ہے، وہاں مغربی تصور سماجی بہبود کی پیشہ ورانہ تنظیم، ادارہ جاتی نظم اور ریاستی و اجتماعی خدمات کے پہلو کو زیادہ نمایاں کرتا ہے۔

بالآخر یہ کہا جا سکتا ہے کہ سماجی بہبود کا بنیادی مقصد انسانی زندگی کو زیادہ محفوظ، باوقار، متوازن اور باہمی تعاون پر مبنی بنانا ہے۔ اسلامی فکر اس مقصد کو محض سماجی ضرورت نہیں بلکہ دینی و اخلاقی ذمہ داری قرار دیتی ہے، جبکہ جدید مغربی فکر نے اسے منظم سماجی خدمات اور ادارہ جاتی پالیسیوں کے ذریعے عملی شکل دینے کی کوشش کی ہے۔ لہٰذا عصرِ حاضر میں ایک مؤثر رفاہی نظام کی تشکیل کے لیے اسلامی اخلاقی و روحانی اقدار اور جدید سماجی بہبود کے منظم، پیشہ ورانہ اور ادارہ جاتی طریقۂ کار کے باہمی تقابل اور مناسب امتزاج پر مزید علمی تحقیق کی ضرورت ہے۔

حوالہ جات

ابن منظور، ابو الفضل، جمال الدین، محمد بن مکرم بن علی، الافریقی، (1968) لسان العرب، بیروت، دارالصادر، ج۔13 ص۔493

ابنِ کثیر، عماد الدین، حافظ، تفسیر ابن کثیر، مترجم، مولانا محمد جوناگڑھی، (2003) لاہور، مکتبہ قدوسیہ، ج۔۵۔ ص۔216

الازہری۔ محمد کرم شاہ، پیر، (1399ھ) ضیاء القران۔ لاہور، ضیاء القرآن پبلی کیشنز۔ ج۔۴۔ ص۔630

القرآن۔2:30

القرآن۔3:92

القرآن۔ 8:9

القرآن۔17:70

القرآن۔22:77

القرآن۔51:19

القرآن۔67:2

القرآن۔70:24–25

القرآن۔93:10

بخاری، اَبو عبداللہ، محمد بن اسماعیل، الجامع صحیح البخاری، کتاب الایمان، باب المَعَا صِيْ مِنْ أَمْرِ الْجَا هِلِيَّةِ۔ رقم الحدیث۔30

بخاری، اَبو عبداللہ، محمد بن اسماعیل، الجامع صحیح البخاری، کتاب الزکاۃ، باب أجْرِالمرأۃِ۔ رقم الحدیث۔1440

بخاری، اَبو عبداللہ، محمد بن اسماعیل، الجامع صحیح البخاری، کتاب العتق، باب أيُّ الرّقاب أفضلُ؟ رقم الحدیث۔2518

تفہیمی، ساجد اللہ، ڈاکٹر، (2002)، کشف الالفاظ اقبال (فارسی)۔ کراچی، خانہ فرہنگ جمہوری اسلامی ایران، ص۔220

رفیق احمد ساقی۔ امیر کھوکھر، سید، پروفیسر، (2014) جامع فارسی لغات، جہلم، بک کارنر، ص۔120

سعیدی، غلام رسول، علامہ، (2005) تبیان القرآن، لاہور، فرید بک سٹال، ج۔۲۔ ص۔249

سعیدی، غلام رسول، علامہ، (2010) تبیان القرآن، لاہور، فرید بک سٹال، ج۔۱۔ ص۔947-948

سرہندی، وارث، (2001a) قاموس المترادفات۔ لاہور۔ شیخ غلام علی اینڈ سنز پرنٹرز، ص۔657

سرہندی، وارث، (2001b) قاموس المترادفات، لاہور۔ شیخ غلام علی اینڈ سنز پرنٹرز، ص۔724

سیوطی، جلال الدین،(2010) تفسیر در منثور، مترجم، سید محمد اقبال شاہ،لاہور، ضیاء القرآن پبلی کیشنز، ج۔ ۲۔ ص۔ 143

شمس، محمد ہمایوں عباس،ڈاکٹر،(2004)سماجی بہبود تعلیمات نبوی کی روشنی میں،لاہور، مکتبہ جمال کرم، ص۔ 11

عہد نامہ قدیم،5:1

عہد نامہ قدیم،22:29

عہد نامہ قدیم،24:14

عہد نامہ قدیم،25:35

فیروزالدین، فیروز اللغات۔ فیروز سنز۔ ص۔808

کیرانوی، وحید الزمان،(2004)مولانا، القاموس الجدید۔ اردو عربی۔ یو۔ پی کتب خانہ حسینیہ دیوبندی۔ ص623

مہر، امیر الدین، پروفیسر،(2009)اسلام میں رفاہِ عامہ کا تصور اور خدمتِ خلق کا نظام،لاہور، ص۔ 54

محمد ریاض۔ڈاکٹر،(1988)جاوید نامہ تحقیق و توضیح،لاہور، اقبال اکادمی پاکستان، ص91

مسلم، أبي الحسين، مسلم بن الحجاج، صحیح المسلم،کتاب الزکاۃ،باب أجر الخازن الأمين، رقم الحدیث،2363

مسلم، أبي الحسين، مسلم بن الحجاج، صحیح المسلم،کتاب الإمارة،باب فضل إعانة الغازی، رقم الحدیث،4899

مسلم، أبي الحسين، مسلم بن الحجاج، صحیح المسلم،کتاب البرو الصلة والأدب،باب فضل إذالة الأذى عن الطريق، رقم الحدیث،6670

نجیب، غلام محمد،(1998a)مبادیات سماجی امور،لاہور، مجید بکڈپو، ص۔ 222

نجیب، غلام محمد،(1998b)مبادیات سماجی امور،لاہور، مجید بکڈپو، ص۔ 223

نسفی، احمد بن محمود، عبداللہ، ابوالبرکات، علامہ،(2013) تفسیر المدارک التنزیل و حقائق التاویل، مترجم، حافظ محمد واحد بخش،لاہور، فرید بک سٹال، ج۔3۔ ص۔840

Collins. (1987). Collins COBUILD English language dictionary. Collins Publishers.

Hawkins, J. M. (1991). The Oxford encyclopedic English dictionary. Clarendon Press.

Hornby, A. S. (2000). Oxford advanced learner's dictionary of current English (6th ed.). Oxford University Press.

Lane, E. W. (1982). Arabic-English lexicon (Part 3, Book 1). Islamic Book Centre.

Safra, J. E. (Ed.). (2005). The new encyclopedia Britannica (15th ed., Vol. 27). Encyclopedia Britannica.

Sills, D. L. (Ed.). (1972). International encyclopedia of the social sciences (Vol. 14). Collier Macmillan Publishers.

Stark, R. (1987). Sociology. Wadsworth Publishing Company.

The New Encyclopedia Britannica. (1985). University of Chicago.